Dareecha-e-Tahqeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 4, Issue 4
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

ڈاکٹر شفیق انجم
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز، اسلام آباد

کشمیر کا ایک نادر سفر نامہ 'سیر کشمیر' از پنڈت کنہیا لال: تحقیقی مطالعہ

Dr Shafique Anjum
Associate Professor, Department of Urdu,National University of Modern Languages, Islamabad

A Research Study of first ever Travelogue of Kashmir: 'Sair e Kashmir' by Pandit Kunihya Lal

Travelogue is a prominent Genre of Urdu Literature. Its tradition began in the age of the British Raj in 19th century. The first ever travelogue in Urdu is *'Ajaebaat e Farang'* by Yousuf Khan Kambalposh which was published in 1847. In the same period a travelogue was written by Pandit Kunihya Lal who traveled the state of Kashmir with a British officer. It was published by Matba Nawal Kishor in 1861. In this article, research study is undertaken to rediscover the facts about this travelogue. Moreover the historical placement and value of this rare manuscript is also discussed here.

Keywords: Travelogue, Literature, tradition, , Yousuf Khan Kambalposh,

انیسویں صدی میں اردو سفر نامے کی روایت کا آغاز ہوا۔ ابتدا میں جو سفر نامے لکھے گئے ان میں یوسف خان کمبل پوش کا 'عجائبات فرنگ' اور نواب کریم خان کا 'سیاحت نامہ' اولیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ 'سیاحت نامہ' ڈائری کی تکنیک میں ہے اور ڈاکٹر عبادت بریلوی کے خیال میں یہ اردو کی پہلی ڈائری ہے۔[۱] 'عجائبات فرنگ' کی تکنیک بیانیہ ہے۔ ہر دو سفر ناموں میں سفرِ انگلستان کا احوال ہے۔ دونوں مسافران کے سفر کا زمانہ بھی قریب قریب ہے۔ ڈاکٹر تحسین فراقی نے اس کی تفصیل بہم پہنچائی ہے۔[۲] 'عجائبات فرنگ' کی پہلی اشاعت ۱۸۴۷ء میں ہوئی۔ اسی زمانے میں ایک سفر اور اس کی روئیداد ریاست کشمیر کے حوالے سے بھی ہے۔ اس کے مصنف پنڈت کنہیالال ہیں۔ جنھیں اپریل ۱۸۴۷ء میں کشمیر کا سفر در پیش ہوا۔ انھوں نے اپنا سفری احوال روزنامچے کی صورت میں قلم بند کیا۔ اگرچہ اس کی اشاعت سالوں بعد ۱۲۷۸ء بمطابق ۱۸۶۱ء میں 'سیر کشمیر' کے نام سے ہوئی لیکن اردو میں کشمیر کے سفر پر مبنی یہ پہلا سفر نامہ ہے۔

سفر نامہ 'سیر کشمیر' اور اس کے مصنف کے بارے میں تواریخ ادب خاموش ہیں۔ اردو سفر ناموں کی تاریخ و روایت کی بعض کتب میں اس سفر نامے کا ذکر موجود ہے لیکن اس کی نوعیت سر سری ہے۔ سفر نامے کا متن کم یاب ہے تاہم راقم نے جستجو کر کے اس سفر نامے کا ۱۲۷۸ھ کا مطبوعہ نسخہ حاصل کیا ہے اور اس کے ساتھ اس متن و مصنف سے جڑے کچھ آثار بھی تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ سفر نامے کے ابتدائیے میں مصنف نے ایک تعارفی نوٹ لکھا ہے جس سے چند نشانات کی صورت گری ہوتی۔ ان نشانات کے مطابق مصنف کا نام پنڈت کنہیالال ہے اور وہ پنڈت ٹھاکر داس صاحب دہلوی کے فرزند ہیں جو سرکاری مدرسے میں مدرس اول تھے۔ روزگار کے سلسلے میں وہ ۱۸۴۰ء میں اکبر آباد گئے اور وہاں سے چھے سال بعد ۱۸۴۶ء میں اجنٹ بہادر صاحب لاہور کے دفتر میں بہ طور ملازم پہنچے۔ ۱۸۴۷ء میں ایک انگریز کاونٹر بٹم، کرنل لارنس بہادر اجنٹ وریذیڈنٹ ملک پنجاب کی کوٹھی میں وارد ہوئے اور ان کا ارادہ کشمیر کی سیر و سیاحت کا تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ سفر میں ان کے ساتھ کوئی مستعد آدمی جو علاقے اور زبانوں سے واقف ہو، فراہم کیا جائے۔ کرنل صاحب نے مصنف کو موزوں آدمی کی تلاش کا حکم دیا لیکن دستیاب نہ ہونے پر خود مصنف کو حکم دیا کہ تم کاونٹر بٹم کے ساتھ جاو۔ حکم تعمیل کی گئی۔ مصنف کے مطابق انھوں نے سفر کے دوران ہر ایک منزل کا مختصر احوال بطور روزنامچہ لکھ لیا لیکن بعد از سفر اس کی اشاعت کی نوبت نہ آئی۔ مدت بعد فرصت ملی تو افادہءعام کے لیے یہ روزنامچہ 'سیر کشمیر' کے نام سے طبع کیا جا رہا ہے۔ مصنف کا متن ملاحظہ ہو:

"بعد حمد خالق بے چون و نعت حضرت رسول اوپر رائے رزین شائقان سیر دیار و سیاحان شہور و امصار روشن و ہویدا ہو کہ راقم ہیچ میرز پنڈت کنہیا لال خلف پنڈت ٹھاکر داس صاحب دہلوی کہ جو مدرس اول مدرسۂ سرکاری کے تھے بحسب

خواہش روزگار ۱۸۴۰ء میں دہلی سے بمقام اکبرآباد گیا تھا اور وہاں سے بعد چھ سال کے ۱۸۴۶ء عیسوی میں حسب اتفاق بدفتر صاحب اجنٹ بہادر لاہور کے ملازم ہو کر بمقام لاہور گیا۔ وہاں ۱۸۴۷ء عیسوی میں ایک صاحب ذی شان کہ نام نامی ان کا ونٹر بٹم صاحب تھا اور سنہ مذکور تک عمر شریف صاحب ممدوح کی قریب پنجاہ و سہ سال کے پہنچی تھی، الا بدو سن تمیز سے سوائے سیر دیار و امصار کے اور کچھ شغل مرغوب طبع ان کے نہ تھا۔ اسی لیے ولایت انگلستان سے بمقام لاہور وارد ہو کر بیچ کوٹھی جناب کرنیل لارنس بہادر اجنٹ و رزیڈنٹ ملک پنجاب کے فروکش ہوئے اور عزم سیر ملک کشمیر ظاہر کرکے استدعا ایک شخص واقف کار اور ہوشیار کی کی۔ غرض اس استدعا کی یہ تھی کہ صاحب موصوف زبان ہندی وغیرہ سے واقفیت نہ رکھتے تھے اور ملک غیر میں جب تک کوئی واقف زبان و رسوم ملک ہمراہ نہ ہو سیر نہیں ہو سکتی۔ولو فرضاً کہ سیر ہوئی مگر لطف حاصل نہیں ہوتا ہے۔

الغرض حسب استدعاے صاحب ممدوح کے جناب کرنیل صاحب بہادر نے راقم کو حکم دیا کہ کوئی شخص جو زبان انگریزی و پنجابی وغیرہ سے واقف ہو ہمراہ صاحب کے کردے۔ راقم نے ہر چند کہ تلاش کی مگر کوئی ایسا شخص میسر نہ ہوا۔ کیونکہ ملک پنجاب میں عملداریِ سرکار عرصہً قلیل سے ہوئی تھی اس وجہ سے زبان دان انگریزی بہت کم تھے۔ آخرش جناب کرنیل صاحب نے راقم کو حکم دیا کہ ہمراہ صاحب موصوف کے جاؤ، تا صاحب ممدوح بخوبی سیر ملک کشمیر اور ملاقات مہاراجا گلاب سنگھ بہادر والیِ کشمیر بہ آئین شائستہ فرماویں۔

حسب الحکم راقم ہمراہ رکاب صاحب موصوف کے روانہ ہوا اور مختصر حال ہر ایک منزل کا بطور روزنامچہ لکھتا رہا۔ بعد معاودت کے پھر جو اس روزنامچے پر نظر کی تو خیال میں گذرا کہ اگر یہ حال طبع کیا جاوے تو شائقین سیر دیار کو خالی از لطف نہ ہوگا، اور جو کہ مقدرت سفر دور و دراز کی نہیں رکھتے، وہ اس کو دیکھ کر حالات مقامات مشروحہً ذیل سے آگاہ ہوجائیں گے۔ مگر اس زمانے میں کوئی موقع ایسا ہاتھ نہ آیا کہ یہ خواہش دلی ظاہر ہوتی، لہذا طبع ہونا اس کا ملتوی رہا۔ اب جو زمانے نے قدرے فرصت دی تو دوبارہ عزم اس کا کیا گیا۔ امید کہ یہ چند اوراق کہ بنام سیر کشمیر نامزد ہوئے ہیں، مطبوع طبع ہر خاص و عام ہوں گے۔"[۳]

'سیر کشمیر' اور اس کے مصنف کے بارے میں اس عبارت سے ڈاکٹر قدسیہ قریشی نے بھی اکتساب کیا ہے اور اپنی کتاب 'اردو سفر نامے: انیسویں صدی میں' کے صفحہ ۱۱۴-۱۵ پر سفر نامے کا تعارف دیا ہے۔ تاہم ص ۱۳۱ پر انھوں نے کشمیر کے ایک اور سفر نامے کی بابت اندراج میں 'سیر کشمیر' کو ترجمہ قرار دیا ہے۔ لکھتی ہیں: "اس سے قبل کشمیر کے اور سفر نامے کا ذکر کیا گیا ہے وہ سیر کشمیر پنڈت کنھیا لال کا سفر نامہ ہے اور یہ سفر نامہ کشمیر بھی کنھیالال کا سفر نامہ ہے۔ سفر نامہ کے شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ دو سفر نامے الگ الگ مصنفین کے ہیں کیونکہ سیر کشمیر جس کا ذکر کیا جاچکا ہے ایک انگریز سیاح وینٹریم کے سفر نامے کا ترجمہ ہے۔"[۴] یہ بیان محل نظر ہے۔ اس کی حیثیت سہو مصنف سے زیادہ نہیں۔ کیونکہ قبل ازیں سیر کشمیر کے تعارف میں انھوں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی بلکہ یہ لکھا ہے: "کشمیر کی سیر سے واپس آنے کے بعد پنڈت کنہیا لال نے سفر کے حالات کو سفر نامہ کی شکل میں مرتب کیا۔"[۵]

'سیر کشمیر' میں مصنف نے اپنا نام کنہیالال لکھا ہے۔ مذکورہ عہد میں متعدد کنہیالال نامی اشخاص کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں معروف تر رائے بہادر کنہیالال مولف 'تاریخ پنجاب' و 'تاریخ لاہور' ہیں۔ یہ روڑکی کالج کے فارغ التحصیل انجینیر تھے۔ ۱۸۵۰ء میں لاہور آئے اور یہیں کے ہو رہے۔ لاہور کی کئی تاریخی عمارتیں ریلوے اسٹیشن، میو اسپتال وغیرہ ان کے ہنر کی یادگار ہیں۔ 'سیر کشمیر' کے مصنف کی کھوج میں فوری دھیان ان کی طرف جاتا ہے لیکن واضح رہے کہ وہ جلیسر ضلع ایٹاہ کے رہنے والے تھے ۔اور ان کے والد کا نام پنڈت ہر نرائن تھا۔

اس ضمن میں کچھ شہادتیں ایسی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ 'سیر کشمیر' کے مصنف کنہیالال دراصل پنڈت کنہیالال عاشق تھے۔ ان کا ایک دیوان اور کچھ کتب عروض شعر کے بابت بھی موجود ہیں۔ تاہم معروف اردو تذکروں اور تواریخ میں ان سے متعلق معلومات بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ عبدالغفور نساخ کے تذکرہ 'سخن شعرا' میں ۲۸ متخلص بہ عاشق شعراء کا ذکر ہے لیکن ان میں کوئی کنہیالال عاشق نہیں کہ جس کی کچھ دیگر کتب بھی ہوں۔ کچھ عرصہ قبل ڈاکٹر سید عامر سہیل نے کنہیالال عاشق کے کمیاب دیوان پر ایک مبسوط مقالہ لکھا اور تذکرہ 'بہار گلشن کشمیر' کے ایک ترجمے سے شاعر کے حوالے سے مختصر معلومات دی ہیں۔[۶] راقم نے یہ تذکرہ دیکھا ہے۔ اس کی جلد ثانی کے ص ۱۵ پر عاشق کے ذیل میں مختصر تعارف کچھ یوں ہے:

"عاشق پنڈت کنہیالال صاحب صاحبون رازداں خلف پنڈت ٹھاکر داس صاحب دہلوی۔ آپ نے والد مدرس اول مدرسہ شاستری دہلی میں تھے۔ آپ خود اکثر عہدہ ہائے گورنمنٹ انگریزی پر مامور رہے۔ ۱۸۸۵ء میں راجہ مادھو سنگھ بہادر رئیس گڑھ امیٹھی ضلع سلطان پور اودھ کی ملازمت میں تھے۔ دیوان عاشق، باغ عاشق معروف بہ مثنوی گل صنوبر چہ کرد، بحر العروض مطول، بحر العروض سا مکھ تتو مدی[کذا]، ترجمہ عہد نامہ جات، سیر کشمیر، تاریخ بغاوت ہند آپ کی تصنیفات ہیں۔"[۷]

یہ واحد شہادت ہے جو واضح طور پر 'سیر کشمیر' کے ابتدائیے میں مندرج پنڈت کنہیالال کو پنڈت کنہیالال عاشق کے نام سے شفافیت کے دائرے میں لاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں مصنف کی دیگر کتب سے متعارف ہونے کی بھی راہ نکلتی ہے۔ راقم نے جستجو کر کے 'دیوان عاشق'، 'بحر العروض مطول'، 'ترجمہ عہد نامہ جات' اور 'تاریخ بغاوت ہند' تک رسائی حاصل کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ریاست امیٹھی کے تیسرے راجہ، مادھو سنگھ کا عہد اور دستیاب کوائف بھی تلاش کیے ہیں۔ آثار میں موافقت پائی جاتی ہے اور یہ بات تیقن سے کہنا ممکن ہو جاتا ہے کہ اگرچہ 'سیر کشمیر' کے مصنف نے سفر نامے میں اپنا تخلص درج نہیں کیا لیکن مراد پنڈت کنہیالال عاشق ہی ہیں۔ ان کتابوں پر تفصیلی تبصرے کا یہ محل نہیں لیکن چند ایک اشارات جن سے کسی قدر مصنف کا نقش مزید ابھرتا ہے یہاں پیش ہیں:

۱۔ دیوان عاشق: ۵۸ صفحات پر مشتمل یہ دیوان مطبع منشی نول کشور واقع کانپور سے شائع ہوا۔ بار چہارم کے تتمہ میں یہ عبارت درج ہے: "الحمد للہ والمنۃ کہ دیوان متانت عنوان موسوم بہ دیوان عاشق مصنفہ شاعر عدیم المثال فصیح زبان محاورہ دان پنڈت کنہیالال صاحب بمطبع منشی نولکشور صاحب واقع شہر کانپور بار چہارم بماہ جون ۱۸۸۶ء طبع ہو کر مطبوع خلائق ہوا"۔

۲۔ بحر العروض مطول و رسالہ قافیہ: سرورق پر مصنف کا نام یوں درج ہے: "تصنیف شاعر خوش فکر شیریں مقال پنڈت کنہیالال صاحب مختار کار راج ریاست گڑھ امیٹھی متعلقہ لکھنو" مختصر ابتدائیے میں مصنف نے بتایا ہے کہ انھوں نے قبل ازیں مہاراجہ مادھو سنگھ بہادر صاحب جن کے ہاں وہ ان دنوں ملازم ہے کی فرمائش پر ایک رسالہ بحر العروض تالیف کیا تھا لیکن اس کی طباعت ناقص تھی۔ اب تصحیح و ترمیم کے بعد یہ رسالہ بحر العروض مطول کے نام سے مرتب کیا ہے۔ خاص طور پر اس رسالے کی طباعت اپنے بیٹے پنڈت اقبال کشن اور بھائی پنڈت مہاراج کشن کے افادے کے لیے اور دیگر مبتدیان عام کے افادہ کے لیے ہے۔ کتاب کے تتمہ میں بھی مصنف نے مہاراجہ بہادر سنگھ کی مہربانی کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ بحر العروض مطول اس رسالے کا تاریخی نام ہے۔ مطبع کی جانب سے اختتامی عبارت میں لکھا ہے: "ان دونوں رسالہ میں بے تعمر علم عروض و قافیہ کا پورا پورا کامل بیان ہے۔ تصنیف شاعر خوش فکر شیوا زبان سخنور شیریں مقال پنڈت کنہیالال صاحب عاشق تخلص۔ پس ہر دو رسالہ ء نادر بموجب خواہش شائقین علم دوست اور حسب مراد مصنف موصوف کے بصحت مصنف مطبع نامی سرچشمہ مروت جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ واقع کانپور میں بماہ اکتوبر ۱۸۷۸ء۔ نقش الطباع سے آراستہ ہوئے۔"

۳۔ ترجمہ عہد نامہ جات: یہ سات جلدوں پر مشتمل سلسلہ تراجم ہے۔ جن کے سرورق پر درج عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت کنہیالال نے یہ تراجم منشی نول کشور کی فرمائش پر کیے۔ عبارت دیکھیے: "حسب الایمائے منشی نولکشور صاحب مالک و متہم مطبع ہذا کے پنڈت کنہیالال صاحب منصرم علاقہ راجہ لال مادھو سنگھ بہادر رئیس امیٹھی نے ترجمہ اس کا اردو زبان میں فرمایا۔" اشاعت کا سال مختلف جلدوں پر ۱۸۶۶ء تا ۱۸۶۹ء درج ہے۔

۴۔ تاریخ بغاوت ہند: یہ کتاب مختلف کتب انگریزی کا اردو ترجمہ ہے۔ کتاب متعدد بار شائع ہوئی۔ ماضی قریب میں سنگ میل پبلشرز نے اس کا اردو متن شائع کیا ہے جس کا دیباچہ انتظار حسین نے لکھا لیکن مصنف کی بابت کسی نے بھی تحقیق کی کوشش نہیں کی۔ زیادہ تر اس کتاب کو کنہیالال ہندی کی کتب میں شمار کیا گیا ہے۔ حالانکہ 'تاریخ لاہور' کے ابتدائیے میں کنہیالال نے اپنی تمام کتابوں کا ذکر کیا ہے۔[۸] اگر یہ ان کی کتاب ہوتی تو ضرور ذکر کرتے۔ تاریخ بغاوت ہند کے ابتدائیے میں مصنف نے اپنی عمر چالیس سال لکھی ہے اور بتایا ہے کہ "حقیر پر تقصیر ذرہ مثال پنڈت کنہیالال کہ بدو شعور[کذا] سے آج کے دن تک کہ حیات مستعار قریب چہل کے پہنچی بہ دل و جانکار سرکار انگلشیہ میں مصروف و مشغول رہا تھا بے فلک کج رفتار و گردون دوار نے ایسا چرخ مارا کہ روزگار سالہا سال ہاتھ سے جاتا رہا۔ اس عرصہ ء بے کاری و ایام بے شغلی میں کوئی صورت ایام گزاری کی نظر نہ آئی۔ ایک روز یہ خیال دل نیاز منزل میں گزرا کہ کچھ حال بلوہء بد معاشان کج عقل جو سابق میں اخبارات وغیرہ سے استنباط کیا تھا درج صفحہ قرطاس کرتا کہ دوستان دوستی شعار و شائقان خبر و اخبار کو ذریعہ شغل و دل بستگی بہم پہنچے۔" اس کتاب کی متداول اشاعتوں اور کار گزاری ء ناشران اور شگوفہ طرازی ء مرتبین ایک الگ بحث ہے۔[۹] اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی اولین اشاعت کے سرورق کی عبارت پیش ہے جس سے کتاب کا نقشہ واضح ہو جاتا ہے: "تاریخ بغاوت ہند۔ جس کا ترجمہ چند کتب تواریخ انگریزی سے پنڈت کنہیالال صاحب سابق مترجم چیف کمشنری اور حال مہاراجہ گڑھ امیٹھی کے منصرم ریاست نے زبان اردو میں فرما کر محاربہ ء عظیم تاریخی نام رکھا حقیقت میں اسم بامسمیٰ ہے کہ بڑا معرکہ تھا اور واقعات صحیحہ و سوانح معتبرہ ابتدائے ۱۸۵۷ء سے اختتام ۱۸۵۸ء تک حتی الوسع معتبر تواریخ کے مقابلے سے لکھے۔ مطبع منشی نول کشور میں حسن تصحیح سے چھپی۔"

پنڈت کنہیالال عاشق کی تصنیفات کے اس مجمل بیان سے استنباط نتائج کیا جائے تو کچھ کڑیاں باہم ملتی ایک شبیہ سی بناتی ہیں۔ 'تاریخ بغاوت ہند' میں مصنف نے اپنی عمر چالیس سال بتائی ہے۔ یہ کتاب ۱۸۶۱ء میں شائع ہوئی۔ گویا آپ کی ولادت کا زمانہ ۱۸۲۱ء کے لگ بھگ ہے۔ ۱۸۴۷ء میں آپ سفر کشمیر پر روانہ ہوئے۔ یعنی اس سفر کے وقت آپ کی عمر کم و بیش ۲۶ سال تھی۔ اسی کتاب کے سرورق سے آپ کی ملازمت کی نوعیت بھی طے ہوتی ہے یعنی اولا چیف کمشنری میں مترجم اور بعدہ منصرم ریاست امیٹھی۔ ریاست امیٹھی میں ان کی ملازمت کا زمانہ ہی ان کی تصنیف و تالیف کا زمانہ ہے۔ یہ ۱۸۶۰ء کے بعد کا زمانہ ہے۔ اپنی جملہ کتب میں انھوں نے راجہ ریاست مہاراجہ مادھو سنگھ بہادر کا جس عقیدت و محبت سے تذکرہ کیا ہے اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ مہاراجہ نے آپ کی قابلیت موافق امور آپ کے ذمے کیے اور سہولیات بہم پہنچائی ہوں گی۔ ریاست امیٹھی چونکہ مضافات لکھنو کانپور کا علاقہ ہے اس لیے یہاں کے بہترین مطبع، مطبع نول کشور سے آپ کی تمام کتب یکے بعد دیگرے شائع ہوئیں۔ بلکہ بار بار شائع ہوئیں۔ منشی نول کشور مالک مطبع سے آپ کی راہ و رسم کا اندازہ ترجمہ عہد نامہ جات سے ہوتا ہے۔ اور اسی سے آپ کی انگریزی میں دستگاہ اور علمی و دفتری متون کو پڑھنے اور ترجمہ کرنے کی لیاقت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ سات ضخیم جلدوں پر مشتمل یہ کام آپ نے منشی نول کشور کی فرمائش پر کیا۔

دستیاب کتب میں ان کی ایک کتاب بحر العروض مطول ۱۸۷۸ء میں چھپی۔ یعنی اس وقت آپ کی عمر ۵۷ برس کے لگ بھگ ہو گی۔ اسی کتاب میں انھوں نے اپنے بیٹے پنڈت اقبال کشن اور بھائی پنڈت مہاراج کشن کا بھی ذکر کیا ہے۔ آخری کتاب دیوان ہے جو بار اول ۱۸۸۱ء میں شائع ہوا اور بار چہارم ۱۸۸۶ء میں۔ یعنی بعمر ۶۶ سال۔

یہ شبیہ ایک نابغہ روزگار مصنف کا پتہ دیتی ہے۔ انھوں نے شعر ضرور کہے اور علم عروض و قافیہ میں ان کی استادی بھی مسلم ہے لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاعری کو انھوں نے کم وقت دیا اور اسے وجہ افتخار بھی نہیں بنایا پس اپنا تخلص عاشق وہ ہر جگہ نہیں لائے بلکہ صرف شعری تصنیفات تک محدود رکھا۔ روزگار اور دیگر علمی امور کے لیے انھوں نے پنڈت کنہیالال کافی سمجھا۔ یہ سلیقہ بھی کم کم کے حصے میں آتا ہے۔ ان کا سال وفات معلوم نہیں۔ قرائن سے ۶۶ سال کا نقشہ ہی تیار ہو پایا ہے۔ یہاں مزید دو شہادتیں ایسی ہیں جن سے اواخر عمر کی تصدیق میں مدد ملتی ہے اور سال وفات کے قیاس کی بھی راہ نکلتی ہے۔ ان میں سے ایک بدھ پرکاش گپتا جوہر دیوبندی کا تذکرہ، تذکرہ شعرائے ہنود 'موج گنگ' ہے۔ ترجمہ ملاحظہ ہو:

> پنڈت کنہیالال کشمیری خلف پنڈت ٹھاکر داس کشمیری باشندہ دہلی آخری عمر میں آپ نے راجہ مادھو سنگھ تعلقدار امیٹھی ضلع سلطان پور کے یہاں ملازمت کر لی تھی۔ آپ کی تصانیف میں دیوان عاشق، باغ عاشق، سیر کشمیر، مثنوی گل، تاریخ بغاوت ہند وغیرہ ہیں۔ ۱۸۸۵ء میں آپ امیٹھی میں قیام پذیر تھے۔" [۱۰]

یعنی ۱۸۸۵ء تک آپ کا حیات اور مقیم امیٹھی ہونا ثابت ہے۔ دوسری شہادت 'تاریخ بغاوت ہند' کی مطبع نول کشور سے اشاعت چہارم ہے جس کے سرورق پر پنڈت کنہیالال صاحب مرحوم لکھا ہے۔ یہ اشاعت ماہ جنوری ۱۸۸۹ء کی ہے۔ جون ۱۸۸۶ء کے مطبوعہ دیوان میں ایسا نہیں لکھا گیا گویا حیات تھے۔ پس قیاس کیا جا سکتا ہے کہ پنڈت کنہیا لال کی وفات بعد جون ۱۸۸۶ء سے ۱۸۸۸ء کے درمیان کے زمانے میں ہوئی۔ یہ سال ۱۸۸۸ء فرض کیا جائے تو اس وقت آپ کی عمر ۶۸ سال تھی۔

مصنف پنڈت کنہیالال عاشق [۱۸۸۸ء۔۱۸۲۱ء] کے احوال و آثار پر اس بحث کے بعد 'سیر کشمیر' کے متن کے ضمن میں چند گزارشات پیش ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے کہ یہ سفر نامہ روزنامچے کی شکل میں ہے۔ اس میں بیانات طویل نہیں بلکہ اختصار کے ساتھ ضروری منظروں کا بیان ہے۔ مصنف خود سیاح نہیں بلکہ ایک انگریز سیاح ونٹر بٹم کے مترجم کی حیثیت سے سفر شریک ہے۔ اس کا کردار ایک ناظر کا ہے۔ پس اس سے تحقیق و تبصرہ کی توقع کرنا مناسب نہیں۔ اس نے تاریخ وار اپنے سفر کے راستوں، منزلوں اور سرگرمیوں کا مختصر احوال لکھا ہے۔ روزنامچہ ۱۷ اپریل ۱۸۴۷ء سے شروع ہوتا ہے۔ یہ لاہور سے روانگی کا دن ہے۔ براستہ سیالکوٹ ان کا قافلہ جموں میں داخل ہوا اور کشمیر پہنچا۔ انگریز سیاح اس سے آگے بھی سفر جاری رکھنے کا خواہش مند تھا لیکن کنہیالال کو سرکاری امور کی انجام دہی کے لیے واپس بلا لیا گیا۔ پس وہ اکیلے واپس ہوئے۔ آخری اندراج ۲۹ جون ۱۸۴۷ء کا ہے جب وہ کشمیر سے جانب لاہور روانہ ہوئے۔ سفر نامے کے اندراجات کے بعد 'خاتمہ' کے عنوان سے ایک مختصر تبصرہ ہے جس میں کشمیر کی تاریخ اور اس کی خوبصورتی پر گفتگو ہے۔ آخری صفحہ صحیح نامہ اغلاط ہے۔ سرورق تا آخر صفحہ سفر نامے کے کل صفحات ۴۲ ہیں۔ ہر صفحے پر باریک تقطیع کی ۲۳ لائینیں ہیں۔ آخری صفحے پر صحیح نامہ اغلاط کے بعد قطعہ تاریخ طبع ہے جو علی محمد خان ولی نے موزوں کیا۔ قطعہ ملاحظہ ہو:

ز تصنیف کنہیا لال صاحب — کہ ہے تحریر ان کی نقش تقدیر
چھپی ہے ان دنوں ایک ایسی تاریخ — کہ ہر صفحہ ہے جس کا ایک تصویر
ولی نے بھی برائے سال تاریخ — یہ لکھا ہے 'کتاب سیر کشمیر' [۱۲۷۸ھ]

سفر نامے کے سرورق پر بھی یہی سال طباعت جلی حروف میں لکھا ہے۔ عیسوی تقویم میں یہ ۱۸۶۱ء کا سال ہے۔ اسی سال مصنف کی کتاب 'تاریخ بغاوت ہند' بھی شائع ہوئی۔ پس جس زمانے کو مصنف نے فراغت اور بے روزگاری کا زمانہ کہا ہے وہ قرائن کے مطابق ۱۸۶۱ء سے پہلے کے چند سال بنتے ہیں۔ بعد کی کتب میں ان کے نام کے ساتھ منصرم ریاست امیٹھی لکھا ہوا ملتا ہے جس کا ذکر قبل ازیں کی بحث میں کیا گیا ہے۔

'سیر کشمیر' کا متن مختصر ہونے کے باوجود اہم ہے۔ یہ ۱۸۴۷ء کے کشمیر کی صورتحال پر ایک دستاویزی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ زمانہ کشمیر میں گلاب سنگھ کی عملداری کا زمانہ ہے۔ سفر نامے میں اس کے انصرام ریاست کی کہانی گاہ گاہ بیان ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ انگریزی اثر ورسوخ کی کہانی بھی ملتی ہے۔ باشندگان ریاست کی زندگی، کام کاج، رسوم ورواج اور طرز فکر کی عکاسی بھی ہے۔ کشمیر کے اہم شہروں، راستوں، پہاڑوں، چشموں، پودوں، پھلوں پھولوں، کھانوں، لباسوں اور رنگوں کا بھی بخوبی بیان ہے۔ تاریخی شخصیات، قوموں، ذاتوں اور دینی وروحانی مراکز کی بابت بھی لکھا گیا ہے۔ روشنی اور اندھیرے، آسانی ومشکل اور خوشی وخوف کے عناصر بھی لکھت میں آئے ہیں۔ شاہان مغل کا تذکرہ بھی ہوا ہے اور دلچسپ وعجیب واقعات بھی بیان کیے گئے ہیں۔ شادابی وسرسبزی اور برف پوشگی کا ذکر بھی ہے اور اس حسن بے مثال کا تذکرہ بھی جو کشمیر ہی سے خاص ہے۔ خاتمے کے عبارت کا ایک جملہ ہے: 'سیاحان ولایات انگلستان وغیرہ کی زبانی راقم نے سنا ہے کہ ایسی لطیف جگہ ولایت میں بھی نہیں۔'

بحث کے اختتام پر یہ امر واضح ہے کہ 'سیر کشمیر' ایک نادر الوجود سفر نامہ ہے۔ اسے اردو میں کشمیر کا پہلا سفر نامہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس کے بعد کشمیر کے احوالِ سفر پر مبنی متعدد روئیدادیں ہیں لیکن اس سفر نامے کو نہ صرف زمانی تفوق حاصل ہے بلکہ علمی اعتبار سے بھی اس کی حیثیت وقیع ہے۔ اس سفر نامے کے تاریخی، ثقافتی، لسانی واسلوبی تجزیے اور تدوین متن کا کام راقم نے کچھ عرصے سے شروع کر رکھا ہے۔ زیر نظر مقالہ اس سلسلے کی اولین کڑی ہے جس میں سفر نامے اور اس کے مصنف کے حوالے سے حل طلب بنیادی تحقیقی امور زیرِ بحث آئے ہیں۔ اس بحث کے نتیجے میں 'سیر کشمیر' اور اس کا مصنف ایک دریافت شدہ اور معلوم حقیقت کے طور پر ہمارے سامنے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر [مرتب]، سیاحت نامہ از نواب کریم خان، ادارہ ادب وتنقید، لاہور، ۱۹۸۲ء، ص ۵

۲۔ نواب کریم خان، یوسف خان کمبل پوش کا معاصر تھا۔ اس نے مارچ ۱۸۴۰ء میں انگلستان کا سفر اختیار کیا۔ وہ یکم دسمبر ۱۸۴۰ء کو لندن پہنچا اور وہاں نومبر ۱۸۴۱ء تک مقیم رہا۔ گویا اس نے تقریباً ایک سال تک لندن میں قیام کیا۔ نواب کریم خان کی لندن روانگی سے کم وبیش دو ڈھائی سال قبل کمبل پوش نے انگلستان کا سفر کیا تھا اور لندن میں کوئی چھے ماہ تک قیام کیا تھا۔ دونوں نے لندن کی معاشرت، وہاں کے رسوم ورواج، کھیل تماشوں، لوگوں کے طرزِ فکر اور وہاں کے تہذیبی منظر نامے کی خوبی سے تصویر کشی کی تھی۔ [تحسین فراقی، ڈاکٹر [مرتب]، عجائبات فرنگ از یوسف خان کمبل پوش، مکہ بکس، لاہور، ۱۹۸۳ء، ص ۴۴]

۳۔ پنڈت کنہیالال، سیر کشمیر، مطبع منشی نول کشور، ص ۳۔۲

۴۔ قدسیہ قریشی، ڈاکٹر، اردو سفر نامے: انیسویں صدی میں، مکتبہ جامعہ، دہلی، ۱۹۸۷ء، ص ۱۳۱

۵۔ ایضا، ص ۱۴۱

۶۔ سید عامر سہیل ڈاکٹر، دیوان عاشق از پنڈت کنہیالال عاشق: ایک تحقیقی مطالعہ، مطبوعہ: دریافت، اسلام آباد، جنوری ۲۰۰۳ء ص ۱۹۲

۷۔ پنڈت برج کشن کول بیخبر/پنڈت جگموہن ناتھ شوق، بہار گلشن کشمیر، انڈین پریس، الہ آباد، ۱۹۳۲ء، جلد ثانی ص ۱۵

۸۔ دیکھیے کتاب: تاریخ لاہور، از کنہیالال، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۳ تا ۵

۹۔ اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ کتاب بہ تصرف مختلف ناشرین نے شائع کی۔ چونکہ اول نسخہ کسی کو دستیاب نہ تھا اور کتاب کے پس منظر اور مصنف کے بارے میں کچھ تحقیق نہیں کی گئی اس لیے یہ اشاعتیں علمی اعتبار سے نہایت ناقص ہیں۔ ان کے ابتدائیے لکھنے والوں نے بھی کچھ زیادہ توجہ نہیں کی۔ اس کی ایک مثال ۲۰۰۷ء میں سنگ میل پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہونے والا متن ہے۔ اس میں متن کو سہل بنانے کے لیے زبان واسلوب کو کچھ کا کچھ کر دیا گیا ہے۔ اس کا دیباچہ انتظار حسین صاحب نے لکھا ہے۔ ایک اور اشاعت بک کارپوریشن دہلی سے ۲۰۰۸ء کی ہے۔ یہ سنگ میل سے شائع ہونے والے متن کا عکسِ ناقص ہے۔ مزید ایک اشاعت ۲۰۰۹ء میں اسلامک ونڈرس بیورو دہلی سے ہے۔ اس کا پیش لفظ تنظیم رضا قریشی نے لکھا ہے۔ نہایت غیر متعلق تفصیلات سے بھرے اس پیش لفظ کے ایک فٹ نوٹ میں انھوں نے لکھا ہے کہ 'جیون لال اور کنہیالال جیسے غدار جس ملک میں ہوں تو وہ ملک تو انگریزوں کا غلام ہونا ہی تھا۔' ص II۔ ان کلماتِ عجیب کے علاوہ کنہیالال اور اس کے احوال وکوائف کا پیش لفظ میں کہیں ذکر نہیں۔

۱۰۔ بدھ پرکاش گپتا جوہر دیوبندی، موج گنگ تذکرہ شعرائے ہنود، اترپردیش اردو اکیڈمی، ۱۹۸۳ء، ص ۲۹۰